فقہ الحدیث

پروفیسر ساجد میر ایم۔اے

۸

قضائے حاجت کے آداب

اسلام ایک مکمل دین ہے جو زندگی کے تمام چھوٹے بڑے امور میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام کا تصورِ عبادت بڑا وسیع اور جامع ہے۔ اس کے نزدیک صرف نماز روزہ ہی عبادت نہیں بلکہ انسان کا ہر فعل حتیٰ کہ اس کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا اور پیشاب پاخانہ حاجات ضروریہ سے فارغ ہونا بھی عبادت میں داخل ہو سکتا ہے بشرطیکہ یہ سب کچھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ہو۔ ایک مرتبہ کسی کافر نے حضرت سلمانؓ سے بطور طعن و استہزاء کہا:

عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ ؎ کہ آپ کے پیغمبر تو آپ لوگوں کو ہر چیز سکھاتے ہیں حتیٰ کہ قضائے حاجت کے آداب بھی۔

سلمانؓ نے اس پر معذرت خواہانہ (APOLOGETIC) انداز اختیار کرنے کی بجائے کہا، اَجَلْ، ہاں کیوں نہ سکھائیں۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ أُعَلِّمُكُمْ ؎ کہ میں تمہارے لیے بمنزلۂ والد ہوں کہ تمہیں آداب اور تمہارے فائدے کی چیزیں سکھلاتا ہوں۔

یہ فرماکر آپ نے قضائے حاجت کے مختلف آداب تعلیم فرمائے۔ ان آداب کا بیان ذیل میں کیا گیا ہے۔

؎ صحیح مسلم ؎ ابو داؤد

۱۔ بُعد اور پردہ

قضائے حاجت خصوصاً پاخانے کے لیے الگ تھلگ اور باپردہ جگہ تلاش کرنی چاہیے۔ حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے[1]:

كَانَ إِذَا أَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتَّى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ کہ جب آپ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو ایسی جگہ نکل جاتے جہاں کوئی دیکھ نہ سکتا۔

۲۔ مقدس چیزوں سے علیحدگی۔

حدیث میں ہے:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے جاتے تو اپنی انگوٹھی جس پر "محمد رسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ کندہ تھے، اتار دیتے۔"[2]

یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضائے حاجت کے وقت حتی الامکان پاکیزہ چیزیں اپنے ساتھ لے جانے سے احتراز افضل ہے۔

۳۔ نرم اور ڈھلوان جگہ کا انتخاب

قضائے حاجت کھلی زمین پر کی جائے تو کوشش کرنا چاہیے کہ زمین نرم اور ڈھلوان ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے[3]:

إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْتَدْ کہ جب تم پیشاب کرو تو نرم جگہ کرو۔

سخت اور غیر ڈھلوان زمین پر سے پیشاب کے چھینٹے اڑ کر کپڑوں اور جسم پر پڑتے ہیں۔ جن سے بچنا ضروری ہے۔ حدیث میں ہے[4]:

آپ کا گزر دو قبروں پر سے ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ مردے عذابِ قبر میں مبتلا ہیں۔ ان میں سے ایک تو چغل خور تھا اور دوسرا كَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

۴۔ سوراخ وغیرہ سے اجتناب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کے اندر بنے ہوئے کسی سوراخ میں پیشاب کرنے سے

---

[1] ابو داؤد [2] ایضاً [3] ایضاً [4] صحیحین عن ابن عباس۔

منع کیا ہے۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَالَ فِي الْجُحْرِ[1]

ہو سکتا ہے یہ سوراخ کسی موذی جانور کا ہو جسے پیشاب کی دھار باہر نکلنے پر مجبور کر دے اور وہ غصہ میں پیشاب کرنے والے کو کاٹ لے۔

۵۔ سایہ دار جگہ اور گزرگاہ سے اجتناب

ایسی جگہ پر پیشاب اور پاخانہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے جہاں لوگوں کو اس سے تکلیف اور کراہت کا سامنا کرنا پڑے مثلاً عین راستے میں اور لوگوں کے بیٹھنے اور آرام کرنے کی جگہ پر۔ حدیث میں ہے[2]

اِتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ کہ لوگوں کی لعنت سے بچو۔

صحابہ نے پوچھا، وہ کیسے؟ فرمایا:

اَلَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ ظِلِّهِمْ کہ جو شخص لوگوں کی گزرگاہ یا سایہ دار جگہ میں پاخانہ پیشاب کر کے انہیں تکلیف دے گا۔ لوگ اس پر لعنت بھیجیں گے۔

۶۔ غسل خانے اور پانی میں پیشاب سے احتراز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے[3]:

لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ مُسْتَحَمِّهٖ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فِيْهِ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ کہ کوئی شخص اپنے غسل خانے میں پیشاب کر کے وہیں وضو (یا غسل) کرنا شروع نہ کر دے اس طرح جی میں (چھینٹوں کا) وسوسہ رہ جاتا ہے۔

البتہ اگر غسل خانہ میں الگ نکاسی نالی ہو تو پیشاب کر سکتا ہے[4]

اسی طرح آپ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے:

نَهٰى اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ[5]

کیونکہ وہ پانی بہہ کر صاف نہ ہو سکے گا۔ بلکہ طبرانی کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ

نَهٰى اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَاءِ الْجَارِيْ کہ جاری پانی (جسے لوگ استعمال کریں) میں بھی پیشاب نہ کرنا چاہیے۔

---

[1] نسائی [2] مسلم عن ابی ہریرہ [3] ابو داؤد عن عبداللہ بن مغفل [4] نیل الاوطار: اذا کان للبول مسلك ينفذ فيه فلا كراهة [5] مسلم عن جابر

۷۔ دعا

قضائے حاجت کے مقامات جنوں اور شیطانوں کے مسکن اور ان کی آماجگاہ ہوتے ہیں۔ اس لیے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں:[۱]

بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے جاتے تو پڑھتے: بسم اللہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ اللہ کے نام سے۔ اے اللہ! میں مذکر و مونث شرارتی جنوں سے تیری پناہ پکڑتا ہوں۔

اسی طرح فراغت کے بعد فرماتے

غُفْرَانَکَ[۲] اے اللہ (میری زبان کچھ عرصہ مجبوراً تیرے ذکر سے رکی رہی ہے) مجھ سے درگزر فرما۔

یا فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ہر قسم کی تعریف اور شکر اللہ کے لیے ہے کہ اس نے گندگی کو میرے جسم سے خارج کرکے مجھے عافیت و سکون عطا فرمایا۔

نیز آپ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھتے اور نکلتے وقت دایاں پہلے نکالتے۔

۸۔ ذکر اور کلام سے پرہیز

قضائے حاجت کرتے وقت بات چیت ناپسندیدہ فعل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[۳]

لَا یَخْرُجُ الرَّجُلَانِ یَضْرِبَانِ الْغَائِطَ کَاشِفَیْنِ عَنْ عَوْرَتِہِمَا یَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَمْقُتُ عَلٰی ذٰلِکَ دو مرد (یا عورتیں) اکٹھے قضائے حاجت کو نہ نکلیں کہ ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہو کر باتیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اس پر بہت ناراض ہوتا ہے۔

البتہ شدید ضرورت کے وقت بولنا جائز ہے جیسے کوئی نابینا کسی چیز سے ٹکرانے کے قریب ہو تو اسے مطلع کر دیا جائے۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

---

[۱] صحیحین [۲] ایضاً عن عائشہ [۳] ابوداؤد عن ابی سعید

إِنَّ رَجُلاً مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس حالت میں گزرا کہ آپ پیشاب کر رہے تھے۔ اس نے آپ کو سلام کیا مگر آپ نے جواب نہیں دیا۔

اس حدیث سے علماء نے اخذ کیا ہے کہ قضائے حاجت کے وقت زبان سے اللہ کا ذکر، اذان کا جواب وغیرہ درست نہیں۔ باقی دل میں اللہ کی یاد ہر وقت موجود ہونی چاہیے۔ اگر چھینک وغیرہ آجائے اور الحمد للہ کہنا ہو تو وہ بھی دل میں (بغیر زبان کو حرکت دیے) کہنا چاہیے۔

۹۔ قبلہ رخ ہو کر بیٹھنے سے پرہیز

ابو ہریرہ سے مروی ہے[1] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ لِحَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا

جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے بیٹھے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرے (استقبال) نہ پیٹھ (استدبار)۔

اس کے برعکس ابن عمر روایت کرتے ہیں[2] کہ انہوں نے دور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حفصہ کے گھر میں قضائے حاجت کے لیے کعبہ کی طرف پشت کیے ہوئے تھے:

رَقِيْتُ يَوْمًا بَيْتَ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ.

بعض اللہ و محدثین نے ان دو روایات میں جمع و تطبیق کی کوشش کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ کھلے میدان اور صحرا میں تو قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا منع ہے مگر گھروں میں یا اس صورت میں کہ قبلہ اور قضائے حاجت کرنے والے کے درمیان کوئی آڑ ہو، منع نہیں۔ خود ابن عمر بھی اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ چنانچہ روایت ہے[3] ایک مرتبہ سفر کے دوران انہوں نے اونٹنی کو بٹھایا اور اس کی آڑ میں قبلہ رخ بیٹھ کر پیشاب کیا۔ ایک شخص مروان الاصغر نے پوچھا کیا قبلہ رو بیٹھ کر پیشاب کرنا منع نہیں۔ اس پر ابن عمرؓ نے فرمایا:

إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ هٰذَا فِي الْفَضَاءِ، فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ ——— اس چیز سے جو منع کیا گیا ہے وہ کھلی فضا میں ہے لیکن اگر

[1] صحیح مسلم [2] متفق علیہ [3] ابو داؤد

تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی (آڑ) ہو تو کوئی حرج نہیں۔

امام مالکؒ، شافعیؒ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی یہی قول ہے[۱] اگرچہ بعض دیگر علماء نے اس مسلک کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ابن حزمؒ کہتے ہیں:۔

ابن عمرؓ کا یہ مشاہدہ استقبال و استدبار قبلہ کی ممانعت سے پہلے کا واقعہ ہوگا اور اگر بعد کا بھی ہو تو اس سے جو مسئلہ وہ سمجھے ہیں اس کی حیثیت محض ان کے اپنے فہم یا ایک ظن اور گمان کی ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحرا اور مکان میں یہ فرق نہیں بتلایا۔ شرعی معاملات کے فیصلے گمان اور شک کی بنا پر نہیں ہوتے۔

لَا يَرْتَفِعُ بِالشَّكِّ مَاثَبَتَ بِالدَّلِيلِ الشَّرْعِيِّ[۲]

ابن حزم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ محض گمان ہے۔

اَلْقَوْلُ بِذٰلِكَ ظَنٌّ وَالظَّنُّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ[۳]

اصول یہ ہے کہ:۔

اِنَّ الْاَحْكَامَ الْعَامَّةَ لَابُدَّ مِنْ بَيَانِهَا[۴]

جو احکام ساری امت کے لیے عام ہوں وہ وضاحتاً بیان ہونے چاہییں۔ ان کا دار و مدار بعض مخصوص اشخاص کے فہم یا مشاہدہ پر نہیں ہوتا۔ لایکون هذا الفهم حجة[۵]

ثانیاً فِعْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَارِضُ الْقَوْلَ الْخَاصَّ بِالْاُمَّةِ

ایک طرف امت کے لیے ایک فرمان ہو اور دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہو تو ان میں سے قول اور فرمان ہمارے لیے حجت اور قابل اتباع ہوگا اور آپ کے فعل کی کوئی خاص وجہ ہوگی۔ علاوہ ازیں احکام و مسائل کے باب میں مثبت للشرع روایت (جس سے کوئی شرعی حکم ثابت ہوتا ہو۔) کو اباحت و جواز کی ہم پلہ روایت پر ترجیح دی جاتی ہے[۶]

ابن عمرؓ اور شافعیؒ وغیرہ کے اس مسلک پر بظاہر زوردار اعتراضات کے پہلو بہ پہلو ایک روایت[۷] حضرت جابرؓ سے یہ بھی ہے کہ:۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَاَيْتُهُ

---

[۱] نیل ۱: ۹۱-۹۰ [۲] بدایہ: ۸۸ [۳] محلی ۱: ۱۹۹ [۴] نیل ۱: ۹۵ [۵] ایضاً ۹۷ [۶] الروضۃ الندیہ: ۱۸ [۷] بدایہ ۱: ۸۸-۸۴
[۸] ابوداؤد۔ ترمذی

قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے وقت قبلہ رو ہونے سے منع کیا کرتے تھے مگر ان کی وفات سے ایک سال قبل میں نے انہیں پیشاب کے لیے قبلہ رو بیٹھے دیکھا

ابن حزم[1] اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں مگر امام بخاری اور بہت سے ائمہ حدیث نے اسے صحیح قرار دیا ہے[2]۔ اس روایت میں گھر اور میدان کے فرق کا ذکر ہی نہیں ہے جیسے مندرجہ بالا اقوال میں شک وظن قرار دیا گیا ہے۔ اور جہاں تک ان اصولوں کا تعلق ہے کہ عمومی احکام صراحتاً بیان ہونے چاہییں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو ان کے کسی خاص وجہ یا عذر کی بناء پر ہونے والے فعل پر ترجیح دی جائے، یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابن عمر اور جابر کا مشاہدہ اور اس کا صحیح اسناد سے ہم تک پہنچنا بھی تصرفات الٰہی سے ہے اور حکمت سے خالی نہیں۔ قولی حدیث اگرچہ قابل ترجیح ہے مگر فعلی حدیث بھی بالکل نظرانداز کرنے کے قابل نہیں۔

إِعْمَالُ الْأَدِلَّةِ كُلِّهَا أَوْلَىٰ مِنْ إِهْمَالِ بَعْضِهَا

مختلف صحیح دلائل میں سے بعض کے ترک سے بہتر ہے کہ سب کو اختیار کرنے کی راہ نکالی جائے[3]۔

ان دلائل کے پیش نظر معتدل نقطہ نظر یہ ہے کہ استقبال و استدبار قبلہ سے نہی کو نہی تنزیہی قرار دیا جائے وَهٰذَا الَّذِيْ يَخْتَارُوْنَ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ هُوَ[4] یعنی قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا مکروہ تو ہے مگر حرام نہیں اور قبلہ کی طرف آڑ موجود ہو تو اس کی شدت کراہت میں ایک طرح سے کمی واقع ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے پرہیز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول بیٹھ کر پیشاب کرنا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ کہتی ہیں[5]۔

مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ۔ مَا كَانَ يَبُوْلُ إِلَّا جَالِسًا

جو شخص بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ وہ درست نہیں کہتا۔ آپ تو بس بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔

مگر یہاں بھی محققین نے قرار دیا ہے کہ

---

[1] محلی ۱: ۱۹۵ [2] نیل ۱: ۹۵ [3] مرعاۃ ۱: ۱۴۲ [4] فقہ السنہ ۱: ۵۶ [5] ترمذی

كَلَامُ عَائِشَةَ مَبْنِيٌّ عَلَىٰ مَا عَلِمَتْ[۱]

عائشہ کا یہ قول ان کے علم و مشاہدہ پر مبنی ہے۔ جیسا گھر میں انہوں نے دیکھا بیان کر دیا۔ جب کہ حضرت حذیفہ کا بیان ہے[۲]

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَهَىٰ إِلَىٰ سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے قریب کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔
نواب صدیق حسن لکھتے ہیں:

روى الحاكم ان بوله صلى الله عليه وسلم كان لمرض لكن ضعفه الدار قطني[۳]

حاکم نے روایت کی ہے کہ آپ کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ایک عذر یا مرض (گھٹنے کی تکلیف) کی وجہ سے تھا لیکن دارقطنی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔
اور ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے

والصحيح إنما فعل ذلك تنزها وبعدا من إصابة البول

درست یہ ہے کہ آپ نے کوڑے کے ڈھیر کے قریب کھڑے ہو کر اس لیے پیشاب کیا کہ بیٹھنے کی صورت میں چھینٹے اڑ کر جسم پر پڑنے کا امکان زیادہ تھا۔
ادھر علی و عمر جیسے صحابہ سے بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ثابت ہے[۴]

وَهُوَ دَالٌّ عَلَى الْجَوَازِ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ إِذَا أَمِنَ الرَّشَاشَ

گویا اس مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ پیشاب کے بارے میں اصل چیز چھینٹوں سے بچنا ہے۔ اگر کھڑے ہونے کی صورت میں چھینٹے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے۔ گو عموماً اسے عادت بنانے سے گریز کرنا چاہیئے کہ طبی طور پر بھی یہ عادت اچھی نہیں۔

۱۱۔ ازالہ نجاست

حاجت سے فارغ ہونے کے بعد نجاست والی جگہ کو ڈھیلے پتھر وغیرہ کسی پاک جامد چیز سے یا پانی

---

[۱] فقہ السنہ ا: ۵۹ [۲] ابو داؤد، ترمذی [۳] الروضہ ا: ۱۹ [۴] بحوالہ نیل ا: ۱۰۲ [۵] نیل ۱۰۲:۱

سے صاف کرنا چاہیے۔ عائشہ سے مروی ہے [1]

إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ فَلْيَسْتَطِبْ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَإِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ ـــــ قضائے حاجت کے بعد تین ڈھیلوں سے استنجا کرنا کافی ہے

امام شافعیؒ اور احمدؒ نے تین ڈھیلوں یا تین "مسحات" (تین دفعہ صاف کرنا) میں سے کسی ایک کو اختیار کیا ہے [2] یعنی خواہ تین الگ ڈھیلوں سے صفائی ہو خواہ زیادہ کونوں والے ایک ہی بڑے پتھر سے تین مرتبہ صفائی کی جائے۔ پیشاب گاہ اور مقعد کی صفائی کے لیے الگ الگ تین تین یعنی کل چھ ڈھیلے یا مسحات ان کے نزدیک افضل ہیں۔ ہڈی اور لید سے استنجا منع ہے۔

نَهَى أَنْ يُسْتَنْجَى بِرَوْثٍ أَوْ بِعَظْمٍ [3]

اہل قبا کی صفائی وستھرائی کی اللہ تعالی نے قرآن میں جو تعریف فرمائی ہے [4] وہ ایک تو ان کی باطنی صفائی ہے اور دوسرے كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ بِالْمَاءِ [5] وہ پانی سے استنجا کرتے تھے۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں: [6]

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِي إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو جاتے تو پانی کا برتن اور ڈھیلے کھودنے کے لیے نیزہ ان کے ساتھ لے جایا جاتا۔ پس آپ پانی سے استنجا کرتے۔

ڈھیلوں اور پانی دونوں کا استعمال زیادہ صفائی کا ضامن ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہو تو (خصوصاً پاخانہ دھونے کے لیے) پانی بہتر ہے جیسا کہ نواب صاحبؒ فرماتے ہیں [7]

لَا شَكَّ أَنَّ الْمُسْتَنْجِيَ بِالْمَاءِ أَفْضَلُ مِنَ الْمُسْتَنْجِي بِالْحِجَارَةِ مِنْ دُونِ مَاءٍ لِأَنَّهُ أَقْطَعُ لِلنَّجَاسَةِ

۱۲۔ بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا

دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لیے استعمال کرنا مشروع ہے۔ اس لیے نظافت کے تقاضوں کے

---

[1] ابوداؤد [2] نیل: ۹۲/۱ [3] دارقطنی وله شواهد فی الصحیحین وغیرها [4] فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا - التوبة [5] ترمذی [6] متفق علیه [7] روضه ۲۱/۱

پیش نظر اس سے استنجا کرنا منع ہے۔ سلمان کہتے ہیں[1]

نَهَانَا اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْ بِبَوْلٍ اَوْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ يَسْتَنْجِيَ اَحَدُنَا بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ وَاَنْ يَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ ہونے، دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے، تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا کرنے اور گندگی (لید وغیرہ) اور ہڈی سے طہارت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۳۔ فراغت کے بعد ہاتھ صاف کرنا

استنجا کے بعد مٹی، صابن وغیرہ سے مل کر ہاتھ دھونے چاہییں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں[2]

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَى الْخَلَاءَ اَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ اَوْ رَكْوَةٍ فَاسْتَنْجٰى ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْاَرْضِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو جاتے تو میں تانبے (دھات) یا چمڑے (وغیرہ) کے برتن میں ان کے لیے پانی لاتا۔ آپ استنجا کرتے اور پھر اپنے ہاتھ زمین پر رگڑ کر صاف کرتے

۱۴۔ کپڑے پر پانی کے چھینٹے

پیشاب وغیرہ کے بعد پیشاب گاہ کو ڈھیلے وغیرہ یا پانی سے خوب صاف کرنا چاہیے۔ لیکن پھر بھی اگر قطرات نکل کر کپڑوں یا جسم کو لگنے کا شبہ رہ جائے تو دل سے یہ شبہ اور وسوسہ دور کرنے کے لیے شریعت نے یہ آسانی دی ہے کہ کپڑے پر باہر سے پیشاب گاہ پر پانی کے چھینٹے دے لیے جائیں تاکہ بعد میں نکلنے والے قطرات جذب ہو سکیں۔ حکم بن سفیان کہتے ہیں[3]

رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ نَضَحَ فَرْجَهٗ

میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کے بعد (کپڑے پر سے) پیشاب گاہ پر چھینٹے مارے

قضائے حاجت کے مندرجہ بالا آداب کی رعایت مسلمان کی عام زندگی اور اس کی عبادت میں صفائی، طہارت، پاکیزگی، پردہ اور شرم و حیا کی ضامن ہے۔

---

[1] صحیح مسلم [2] ابوداؤد [3] سبحہ الزهقہ السقہ ۱۱(۹۶)